

اور سرخوشی کے عالم میں من سے سیٹھ بجا کر رفتہ رفتہ دھن
 ذکالتا تو بھی جو شہیں اگرچہ مرٹ بال دینے کی کوشش
 کرتا تو بھی جو شہیں اسی سببی پال کے سامنے گھاس کے
 قطع پر اگر زمیں کے ٹوپوں کو کھلاتے رکھو کر وہ کچھ دور زمیں اوز عوں کے
 چلے جاتے کے بعد خانی سنج پر بستھا گیا، شام کے پڑھتے اندر گیر
 کے ساتھ سری کی شدید بیٹھی پڑھتے تھی مگر نوجوان (اس)
 سے اطمینان ہاتھا مال روڈ پر خانی رونق تھی نوجوان وہا
 اپنا اور کوٹ اگرچہ پرانا امگر سال بھی اور کھڑکی کے اعتبار
 سے خاصا غریب تھا اور نوجوان اس صورت فوش و خمر نظر آ رہا تھا
 یہیں اس نے اپنے پیان سکریٹ سینے والے لڑکے سے سکریٹ
 پرپلا اور صوبے سے کشن لٹکا رکا، شام کا اندر ہمرا گیر ایسو یہا تھا، نوجوان
 نے دعاوارہ اپنے مرٹ کے شروع کی۔ ایسے ریستوران کے پار ٹوپوں
 کی بلندی تھی اس ریستوران میں اگر سفر رائج یا تھا اور لوگ سریلی
 دھنیں مٹ رہیں رہیں تھے، دوسرے ٹوپوں کے بریکس وہیں اس کھوڑی
 سی دیر کوڑا اور پھر اپنے چل دیا۔ ایسے بیک سٹال پر تازہ رسمالوں
 کو سرسری نظر سے دیکھا، ایسے قابضوں کی دھنک پر ایرانی قابضوں
 کی قبیلہ ایسو ہی اور اپنے چل دیا۔ یاد کو درستی میں اس نے
 سامنے ستر برابر لوگ کھم کھم رکھا رہی تھی، نوجوان کی زندہ
 دل اور جو پال پیدا ہوتی ہے، ایسے بار اس صوبہ میں اس نے اپنے
 پرپلا چھٹی کھانتی کو ششی کی مگر چھٹی وہیں پرپلا پڑی
 نوجوان نے "او سوئی" کیہ کر پھر اپنے افکاری اب ہر کس نے
 جتنے لوگ دیکھے تھے اس نے بھی اس کی طرف توجہ نہ کیتی تھی۔
 شاید اس کی نظر میں اس تمام لوگوں کی چاہیتے، اور ششی کی

پاپہر وہ ایشناں میں اس قدر حس۔ اور مگر تھا کہ اس
 کس دوسرے سے کوئی سرو مارنے تھا۔ حال روڑ اور صلقوڑ وہ
 کئے چوک تو عبور تک رہے ایشناں سے بھری ایک لاٹی اس کے ساتھ
 شکر ایڈی اور اس کے مختلف بیوٹی تینی سے نظر آئی۔ اس کی دو گن بائیں
 کچل گئی تھیں، بیت سافدن نظر لیا تھا اور وہ سڑ پرست
 رہا تھا۔ شریف کے ایس انپکٹر تھے لوگوں کی صورت مشکل سے اس
 ایک خار میں ڈلا اور سستاں بھیلی سستاں پنج کراں خوجوان نے ڈر ڈر
 دیا۔ اپنے شین روم میں موجود نہیں تھے اس کی بیسی کی جوت پر
 بیمودی اور دکھ والے اظہار کیا اس کا ادامہ ہوتا تھا اور کوئی اس کے چشم
 پر تھا۔ سفید سالہ فاصلہ میں پشاور ایام سعیز فلیریں) سیٹ اس
 کے سنت پر رکھی تھیں پس منیں لگائی تھیں فرشہ دراد (تبلی کی صیک ہی
 باقی تھی، اس کے پرتوں پر جای افون کے بڑے بڑے دھبے تھے۔
 جب اس والیاں اتارا جاتی طائفہ سے بے ہال اس
 کا سالہ فاصلہ اتارا گیا۔ صیرت و ایجاد کے عالم میں نہیں
 تھی دوسرے کی طرف (جو کہ عکھنر یعنی نکارانہ لورہ اگر تو کیا
 سرے سے ٹھیک ہی نہ تھی) اور کوئی اتراد کے بعد معلوم ہوا کہ
 خوجوار ایک بوسیدہ اور سویور پرینا ہیسا ہے۔ جس میں بڑے
 بڑے سوراخ تھے۔ ان سوراخ سے سویور پر جھنڑیاں بوسیدہ میں
 پھیل بیٹاں و نظر آ رہا۔ جس پر جعل کی تھیں پیزی کی ہوئی تھیں۔
 خوجوار کے از کم بچھے دو میں سون سے نیں نیتاں اگردن پر بڑا
 پڑا پوڑا چھروں ایسا واقعہ پتلوں میں کوئی بیلد (نیں) نہیں پڑا۔
 نکاحی سے اس کس کے باڑھا ایسا واقعہ۔ ایشناں پر سے کثیر انسکا ہوا
 تھا اور وہ جگہ کھو جیں گے اس کوئی تھیں خوجوار کے بڑے پر اسے تو

تھے مکر خود پہنچ رہے تھے۔ جو اس دو طائفہ ملکوں کی قیمت کے پڑھتے ہوئے
الن جو بیان سے نوجوان کی میلی میلی ایریاں نظر اور ہلی قیمت اس کے
اوور کوٹ کی وجہ پر جیسا جو بیرون سے جو پھر برآمدہ ہوا اس میں ایک چھوٹی
سی سیاہ کلنگ، ایک دوسرے میانچہ کی اتنی بھی اسہوا اور ہماری
چھوٹی سی ڈالٹی، تگر اسون ریکارڈوں کی ایک بازاڑہ فیروز۔ اور جو
اشتی ادات ہے افسوس اس کی کمی کی وجہ پری ہادیت میں نہیں کھو
لکھی قیمتی اور اس فیروزت میں شامل نہیں تھا۔

"دو طالب علموں کے درجیاں احترام امتداد پر حکایت" ہے۔

(غمراو علی یہم جملہ میں تفہیق فاؤقدت ہے۔ اپنے
دلائیں میں دو طالب آپس میں بڑتے ملتے ہیں۔ پروفیسر محمد سلیمانیں
بڑتے میں منبع کرتے ہیں (لیکن) ایک طالب علم ان سے لستاخی میں
بستر ہتا ہے۔ اس پر غمراو علی ایک دوسرے سے کہتے ہیں):-

حکمرہ علی (ایک ریسی یونیورسٹی کا نظیم سینٹر سے نتالی) رویہ بڑا جا ریسا
علی! گمراہ کوئی شئی بابت نہیں۔ لیکن ہمارے معاشرہ میں استاد نہ
فما افراد اُنھوں کا ہے۔

حکمرہ دیکھوایا کہ وہ طریقہ تقہیں ہے استاد سے لفتاؤ، بالآخر
بانیہ، بادب، بانیہ، کھنڈا، بیر ملہ، بکر احصال
کھڑا۔

علی! استاد وہ سینٹر ہے کہ جس سے نتیجہ اشارہ، تخلیل ہاتا ہے۔
جیسا کہ انقدر ملکی خان نے اپنے بیٹے کو فیصلہ۔ تکریت سے بڑھ فرمایا تھا۔
تھہ بہرہ استاد اور افراد کو کہیا جو سینٹر ہے جس سے مبتلہ
تخلیل دیتا ہے۔

M T W T F S

محضہ عالم صد اقتہال نے فرمایا تھا کہ:

تغلک شاہ کو عمل برقرار

کبوتر نسلیت، ہازگروڈ

(ترجمہ کرالے اسٹاد محترم آپ وہ بستی میں کہ آپ کے عمل پر اگر
کبود نز اُر پسند ہے جاتے تو جیسا کہ وہ کبوتر بینر ہرگواہ لکر شایر
بسو ۷۷)

علیٰ: اساتذہ ۵۵ ائمہ مفتخر سے بیہ کو جس کے متعلق بنی کریم
نے فرمایا

انماجش - ۴۶۳ ”بے شک مجھے معلم بنا لیجیا گیا“

محضہ صافی و حال کے شاہزاد اتفاقیاً جائزوہ لیا جائے تراجم انظم
ابو حیفیز ساری زندگی اپنے اسٹاد کے لئے طرف پاؤں نہیں پھیلانے
حضرت علیؑ جسیں خلیم شخصیت اور اسلامی سلطنت کی خلیفہ ہیں ملک
پسروی کو دیکھ کر کہ جس سے ایس لفظ پڑھاٹھ کھڑے سیر و راثتیں اور
آج دیوں مردیوں باطلیا اساتذہ کے سامنے زبان درازیں۔

علیٰ: اسٹاد نز وہ بستی سیدنی یہے جو اپنے بیٹے میں پھیپھی اعلیٰ
حابی عالم کے درالے کرتی ہے۔

محضہ (وسیع) اسلام و محدث اشیاء سے ہر کوئی برائی نظریہ اسے معاملہ
میں پھیل جائی ہے اور وہ یہے اساتذہ کی ناقدی

علیٰ: کچھ طلبیا اساتذہ کی ذات سے کوئی بھر جاتے ہیں

محضہ اساتذہ کی ذات بھی بھیماری یہی صنید ہے۔ وہ نظریہ اسی

بیتی کی یہی سلح لفظ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن نظریاتیں
سے دلکھا جاتے تو قائم الفاظ بیماری لئے نہیں زیادہ شیرین سیرے

ہیں۔

عملی ۱: سکون آج کے طلبیا، استادتہ کے احترام کو ملحوظ خاطر تھیں
دھرت اور یہ ایسی لھٹی وغل ہے جو طلبی کو تبس نہیں کر دیتا ہے
حکمرہ عملی: سکون را لختہ و کام سنایو گا۔ دنیا کا فاتح تھا اسلوں پھر بھی
استاد کے راستے پر صورتی تھا جیسے فوف سے سب باہر ایسا۔
اپنے استاد اس طور کے متعلق بتاتا ہے۔

”میرا باب (قلید) مجھ کا سمل سے زبردیا اور میرا استاد (اس طور
مجھ کی زمین سے آسمان پر رہے گا۔“

حکمرہ سکون بر قسم تھی سے یہ رسم ادب یہی لوگ معاشرے سے اچھائی ہے
اور صبر کے خیال میں فعال معاشرہ میں اس مقابیتادی کردار ہے
عملی ۲: پہنچتیں آج کے طلبیا کیا مجھ تھیں۔ شاید وہ استاد کے
مقام سے حاصل نہیں ہے۔

حکمرہ واقف تر فوب میں سکون بھعن اداوں میں فرد اعیانی
کی آڑ میں اپنی قیار درازی رہا جاتا ہے۔

عملی ۳: سب احمد بھاری سے جو انہوں کو مغل دکے اور انہیں
احترام استادتہ کی توفیق دے

حکمرہ آصمیں
(دوسرو جماعت کے حکمرے میں چلے جائیں)